AL-HAYAT RESEARCH JOURNAL
AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
Category Y
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 2 Issue 3 (April-June 2025)

جدید دور میں احادیث کی صحت اور فہم کے مسائل: تحقیقی و تجزیاتی جائزہ

Contemporary Challenges in the Authenticity and Interpretation of Hadith: A Research and Analytical Study

Dr. Shazia Ashiq
Assistant professor, Department of Islamic Studies, The Govt. Sadiq College Women University Bahawalpur, shazia.ashiq@gscwu.edu.pk

Mehwish Irshad
MS Scholar, Department of Islamic Studies, the Govt. Sadiq College Women University Bahawalpur meshu.ch156@gmail.com

Abstract

The Hadith, after the Holy Qur'an, constitutes the second foundational source of Islamic knowledge, law, and moral guidance. It not only elucidates Qur'anic teachings but also provides practical models for personal conduct, social relations, governance, and spirituality. Throughout Islamic history, scholars and hadith experts (muhaddithūn) have developed rigorous and sophisticated methodologies to preserve the authenticity of prophetic traditions. These include the science of isnād (chain of transmission), jarḥ wa taʿdīl (critical evaluation and verification of narrators), and meticulous textual analysis (dirāyah). Collectively, these disciplines safeguarded the integrity of Hadith literature for more than fourteen centuries. In the contemporary era, however, Hadith studies face a range of new challenges—both in terms of authenticity and interpretation. The rapid expansion of digital media has enabled the uncontrolled circulation of weak, fabricated, and decontextualized narrations, often shared without reference to scholarly verification. This trend is compounded by a widespread lack of basic literacy regarding Hadith sciences among the general public, making many Muslims vulnerable to misinformation. Interpretative challenges have also become more complex. Misunderstandings frequently arise from ignoring the socio-historical context of narrations, mistranslating key Arabic expressions, or selectively citing Hadith to support predetermined ideological positions. Moreover, modern intellectual discourses surrounding human rights, gender equity, governance, and ethical pluralism have increased the need for a contextualized, principled approach to interpreting Hadith—one that remains faithful to the prophetic message while engaging meaningfully with contemporary realities.

This study examines these contemporary challenges, reviews the contributions of classical and modern scholars to the preservation and interpretation of Hadith, and proposes practical steps for strengthening Hadith literacy. The findings highlight the need for enhancing curricula in both madāris and universities, raising public awareness through mosques and digital platforms, developing global and accessible databases of authenticated Hadith, and cultivating scholarly responses to orientalist critiques and modern misconceptions. Ultimately, the research argues that the continued preservation, relevance, and authority of the Hadith in the modern world depend upon a balanced integration of classical methodologies with contemporary tools and pedagogies. By achieving this integration, the Muslim ummah can ensure that the prophetic legacy remains both authentically preserved and meaningfully applicable for future generations.

Keywords: Authenticity of Hadith, Orientalist Critiques, Fabricated Narrations, Curriculum and Islamic Studies

تعارف

اسلام ایک ایسا دین ہے جو مکمل ضابطۂ حیات فراہم کرتا ہے۔اس کی تعلیمات قرآنِ حکیم اور سنتِ رسول ﷺ میں محفوظ ہیں۔قرآن مجید کے بعد سنت اور حدیث ہی وہ بنیادی ماخذ ہیں جن کے بغیر اسلام کی جامع تعبیر و تشریح ممکن نہیں۔رسول اکرم ﷺ کے ارشادات،افعال اور تقریرات کو"حدیث"کہا جاتا ہے،اور انہی احادیث کے ذریعے ہم قرآن کے بہت سے احکامات کی عملی صورت اور وضاحت کو سمجھ سکتے ہیں۔علمِ حدیث کی اہمیت کو امتِ مسلمہ نے ہمیشہ تسلیم کیا ہے۔محدثین نے نہ صرف احادیث کو جمع کیا بلکہ ان کی صحت اور سند کی جانچ کے لیے بڑے سخت اور باریک اصول وضع کیے۔اسماء الرجال، جرح و تعدیل، سند کی چھان بین، اور متن کا تجزیہ، یہ سب وہ طریقہ ہائے کار ہیں جن کی بدولت آج بھی حدیث کے ذخیرے پر اعتماد کیا جاتا ہے۔تاہم وقت گزرنے کے ساتھ

CC BY

ساتھ نئے مسائل اور چیلنجز نے جنم لیا ہے۔ موجودہ دور میں سب سے بڑا چیلنج احادیث کی صحت کے حوالے سے ہے۔ عوام الناس اکثر سوشل میڈیا یا غیر مستند کتابوں سے احادیث نقل کرتے ہیں جن کا تعلق ضعیف یا موضوع روایت سے ہوتا ہے۔ اس عمل کے نتیجے میں دین کی صحیح تعلیمات میں ابہام پیدا ہو جاتا ہے اور عوام میں شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں۔ اسی طرح دوسرا اہم مسئلہ فہمِ حدیث کا ہے۔ حدیث کے الفاظ، ان کے سیاق و سباق، اور اس دور کے حالات کو سمجھے بغیر محض ترجمہ یا ظاہری معنی پر انحصار کرنا بعض اوقات غلط نتائج تک لے جاتا ہے۔ جدید معاشرتی اور علمی تبدیلیوں نے یہ تقاضا بڑھا دیا ہے کہ حدیث کے فہم کو عصری تقاضوں کے مطابق پیش کیا جائے لیکن اصل روح اور مفہوم کو برقرار رکھا جائے۔ یہ تحقیق انہی دونوں پہلوؤں پر مرکوز ہے:

جدید دور میں احادیث کی صحت کے مسائل اور ان کے اسباب کا تجزیہ۔

فہمِ حدیث کے معاصر چیلنجز اور ان کے حل کی تجاویز۔

اس مقالے کا مقصد یہ ہے کہ معاصر دنیا میں حدیثی علوم کو درپیش مسائل کی نشاندہی کی جائے اور ان کے ایسے حل تجویز کیے جائیں جو آج کے تعلیمی، سماجی اور تحقیقی تناظر میں مؤثر ثابت ہوں۔

حدیث کا تاریخی پس منظر

اسلامی تعلیمات کے ماخذ دو بنیادی بنیادوں پر قائم ہیں: قرآنِ حکیم اور سنتِ رسول ﷺ۔ سنت اور حدیث نے اسلامی تہذیب و شریعت کے استحکام میں وہ کردار ادا کیا ہے جسے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث کی حفاظت اور تدوین ایک نہایت حساس معاملہ رہا ہے، اور اس پر امتِ مسلمہ کے اکابرین نے غیر معمولی محنت کی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی صحابہ کرامؓ احادیث کو محفوظ کرنے کے لیے مختلف ذرائع استعمال کرتے تھے۔ بعض صحابہ کرامؓ نے براہِ راست احادیث کو لکھا، جبکہ زیادہ تر نے انہیں یاد کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی "صحیفہ صادقہ" کو تاریخ کی اولین حدیثی تحریروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح دیگر صحابہ نے بھی اپنی یادداشت اور تحریر کے ذریعے سنت کی حفاظت کی۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین نے ان علوم کو آگے بڑھایا۔ اس دور میں حدیث کو روایت کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تحقیق پر بھی زور دیا گیا۔ اس زمانے میں اسناد کی اہمیت اجاگر ہونا شروع ہوئی، اور یہ بات تسلیم کی گئی کہ ہر روایت کو اس کے راویوں کی سند کے ساتھ بیان کیا جائے تاکہ تحقیق اور چھان بین ممکن ہو۔

علمِ جرح و تعدیل صحاحِ ستہ اور دیگر مجموعے

چوتھی صدی ہجری تک علمِ حدیث اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ محدثین نے راویوں کے حالاتِ زندگی، ان کے حافظے، دیانت اور صداقت کو پرکھنے کے لیے جرح و تعدیل کا منظم نظام قائم کیا۔ اس کی بدولت ہر حدیث کو سند اور متن دونوں کے اعتبار سے جانچنے کا معیار فراہم ہوا۔ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ جیسے عظیم محدثین نے حدیث کے ایسے ذخیرے مرتب کیے جو آج بھی معتبر ماخذ سمجھے جاتے ہیں۔ ان مجموعوں نے نہ صرف احادیث کو جمع کیا بلکہ ان کی صحت اور کمزوری کی نشاندہی بھی کی۔

جدید دور کے تقاضے

حدیث کے تاریخی پس منظر کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ جس طرح محدثین نے اپنے دور میں سائنسی اور تحقیقی اصولوں کے مطابق حدیث کو محفوظ کیا، اسی طرح آج کے دور میں بھی اس روایت کو زندہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اب تحقیق کے ذرائع ڈیجیٹل اور جدید علمی آلات کی شکل میں موجود ہیں۔

جدید دور میں صحتِ حدیث کے مسائل

علمِ حدیث کی عظیم خدمات اور محدثین کی کاوشوں کے باوجود عصرِ حاضر میں چند ایسے مسائل سامنے آئے ہیں جنہوں نے حدیث کی صحت کے حوالے سے علمی اور عوامی سطح پر تشویش پیدا کر دی ہے۔ یہ مسائل زیادہ تر ذرائع ابلاغ، تحقیق کے فقدان، اور عوامی شعور کی کمی کی وجہ سے سامنے آئے ہیں۔ ذیل میں ان مسائل کی تفصیل درج ہے:

غیر مستند احادیث کا پھیلاؤ: جدید دور میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ سوشل میڈیا، ویب سائٹس، اور غیر تحقیقی کتابوں کے ذریعے بے شمار غیر مستند یا ضعیف احادیث عام کی جاتی ہیں۔ اکثر لوگ تحقیق کیے بغیر ان احادیث کو آگے بڑھا دیتے ہیں۔ یہ روش دینِ اسلام کے حقیقی پیغام کو مسخ کرنے کا باعث بنتی ہے اور عوام میں شکوک و شبہات کو بڑھاتی ہے۔

موضوع احادیث کا استدلال میں استعمال: کچھ افراد اپنی ذاتی رائے یا مخصوص نظریات کو تقویت دینے کے لیے موضوع (من گھڑت) احادیث کا سہارا لیتے ہیں۔ ماضی میں بھی اس مسئلے کا سامنا رہا، لیکن آج ڈیجیٹل میڈیا کے ذریعے یہ رجحان زیادہ تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ دین کی اصل تعلیمات دھندلا جاتی ہیں اور بدعات کو فروغ ملتا ہے۔

عوام میں علمِ حدیث کی کمی: اکثر عوام الناس کو حدیث کے بنیادی اصولوں کا علم نہیں ہوتا۔ وہ صحیح، ضعیف اور موضوع روایت میں فرق نہیں کر پاتے۔ نتیجہ یہ کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو "حدیث" سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں۔ اس صورتحال میں ضرورت اس امر کی ہے کہ عوامی سطح پر حدیث کے متعلق بنیادی آگاہی فراہم کی جائے۔

مستشرقین کے اعتراضات: جدید دور میں بعض مستشرقین اور غیر مسلم محققین نے حدیث پر اعتراضات اٹھائے۔ ان کا کہنا ہے کہ احادیث بعد کے ادوار میں گھڑی گئیں اور یہ کہ ان میں تحریف اور اضافہ ہوا ہے۔ اگرچہ ان اعتراضات کا علمی جواب محدثین نے تفصیل سے دیا ہے، لیکن عام قاری اکثر ان اعتراضات سے متاثر ہو جاتا ہے کیونکہ اسے علمِ حدیث کی باریکیوں کا علم نہیں ہوتا۔

.ترجمہ اور سیاق و سباق کی غلطیاں: صحتِ حدیث کے حوالے سے ایک اور مسئلہ ترجمہ کی سطح پر پیدا ہوتا ہے۔ بعض اوقات احادیث کا ترجمہ اصل متن کے مفہوم کو درست طور پر منتقل نہیں کر پاتا، یا سیاق و سباق کے بغیر پیش کیے جانے کے سبب حدیث کا مفہوم بدل جاتا ہے۔ اس طرح عوام تک ایک غلط تاثر پہنچتا ہے۔

ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کا کردار: ڈیجیٹل دور میں ہر شخص کو یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ چند کلکس کے ذریعے کسی بھی روایت کو دنیا کے سامنے پھیلا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ زیادہ تر افراد کو تحقیق کے اصول معلوم نہیں ہوتے، اس لیے غیر مستند مواد زیادہ تیزی سے پھیل رہا ہے۔ یہ صورتحال صحتِ حدیث کے حوالے سے ایک نیا چیلنج ہے۔

یہ تمام مسائل اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ جدید دور میں احادیث کی صحت کو درپیش خطرات محض علمی نوعیت کے نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق عوامی شعور، تعلیمی نظام اور ڈیجیٹل دنیا کے تیز رفتار ذرائع ابلاغ سے بھی ہے۔ لہٰذا اس ضرورت کو شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے کہ نئی نسل کو مستند احادیث تک رسائی دی جائے اور اس سلسلے میں جدید ذرائع ابلاغ کو مثبت انداز میں استعمال کیا جائے۔

فہمِ حدیث کے معاصر مسائل

حدیث کی صحت کے ساتھ ساتھ اس کے صحیح فہم اور تعبیر کا مسئلہ بھی نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ محدثین اور فقہاء نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ حدیث کو اس کے صحیح سیاق و سباق میں سمجھا جائے، لیکن موجودہ دور میں بعض نئے چیلنجز سامنے آئے ہیں جو فہمِ حدیث کو مشکل بنا رہے ہیں۔

سیاق و سباق کو نظر انداز کرنا: حدیث کی درست تفہیم کے لیے اس کے نزولی حالات، موقع و محل اور سماجی پس منظر کو دیکھنا ضروری ہے۔ لیکن موجودہ دور میں اکثر افراد سیاق و سباق کو نظر انداز کرتے ہوئے محض الفاظ کے ظاہری معنی پر انحصار کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں حدیث کا اصل مفہوم مسخ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات دین کے نام پر سخت رویے اور انتہا پسندی کو فروغ ملتا ہے۔ مثلاً نماز چھوڑنے والے کے ایمان سے متعلق حدیث: "العهدُ الذي بيننا وبينهم الصلاة، فمن تركها فقد كفر" 1 ترجمہ: (ہمارے اور ان کے درمیان فرق نماز ہے، جس نے اسے چھوڑ دیا وہ کافر ہوا۔ بعض لوگ اس حدیث کو سیاق سے ہٹا کر کفرِ اکبر کے طور پر لیتے ہیں، مگر جمہور محدثین (امام نووی، ابن حجر وغیرہ) کے نزدیک اس کا مطلب ہے ایمان میں شدید کمی، نہ کہ اسلام سے خروج۔ سیاق کے مطابق یہ ایمان کی اہمیت اور نماز کی حیثیت کو اجاگر کرنے کے لیے فرمایا گیا تھا۔

امیر کی اطاعت سے متعلق حدیث: "من خلع يدًا من طاعةٍ لقي اللهَ يومَ القيامةِ لا حجَّة له" 2. ترجمہ: (جو شخص امیر کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لے، وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی۔)

بعض لوگ اس کو ہر قسم کے حکمران پر منطبق کرتے ہیں، مگر سیاق میں یہ شرعی، عادل اور جائز خلافت کے بارے میں ہے، ظالم یا غیر شرعی حکومت پر اندھی اطاعت کا حکم نہیں۔

عورت کے ناقص العقل وناقص الدین ہونے کی حیثیت: "ما رأيت من ناقصات عقلٍ ودينٍ أذهب للبِّ الرجل الحازم من إحداكن" 3 ترجمہ: (میں نے تم جیسی عقل و دین میں کمزور عورتوں کو نہیں دیکھا جو کسی سمجھدار مرد کی عقل پر غالب آ جائیں۔)

سیاق کے لحاظ سے یہ حدیث عید کے موقع پر وعظ میں کہی گئی، جہاں "ناقص الدین" سے مراد حیض کی حالت میں عبادت سے معذوری اور "ناقص العقل" سے مراد گواہی میں عورت کی تعداد دو ہونا ہے۔ اس میں عورت کی تحقیر نہیں بلکہ شرعی احکام کی وضاحت ہے۔

متن اور ترجے کے مسائل: احادیث کے ترجے میں اکثر وہ باریکیاں ضائع ہو جاتی ہیں جو اصل عربی متن میں موجود ہوتی ہیں۔ عربی زبان کی گہرائی اور الفاظ کے مختلف معانی کو سمجھے بغیر ترجمہ کرنے سے مفہوم بدل جاتا ہے۔ مثال کے طور پر "جہاد" جیسے الفاظ کا ترجمہ بعض اوقات صرف جنگ کے مفہوم میں کر دیا جاتا ہے، حالانکہ اس کے کئی وسیع معانی ہیں۔ مثلاً "الدين النصيحة" (دین خیر خواہی ہے۔)

قلنا: لمن؟ قال: "لله، ولكتابه، ولرسوله، ولأئمة المسلمين وعامتهم 4 بعض مترجمین نے "النصيحة" کا ترجمہ نصیحت کرنا کے محدود معنٰی میں کیا ہے۔ جبکہ عربی میں اس کا مفہوم اخلاص، خیر خواہی، وفاداری اور دیانت داری کے جامع معنٰی رکھتا ہے۔ یہ حدیث دراصل دین کے خلوص، وفاداری اور خیر خواہی کے جامع اصول کو بیان کرتی ہے، نہ کہ صرف "کسی کو نصیحت کرنے" کا عمل۔

غلط ترجمہ اس کے اخلاقی و روحانی دائرے کو محدود کر دیتا ہے۔

"لاعدوى ولا طيرة" (کوئی بیماری متعدی نہیں۔) مکمل حدیث کے مکمل الفاظ: "لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر" 5 بعض مترجمین نے "لا عدوی" کا محض ظاہری معنٰی "بیماری بالکل متعدی نہیں ہوتی" کیا ہے۔ جس سے بظاہر سائنسی حقیقت کے خلاف معنٰی پیدا ہوتے ہیں۔ عربی سیاق میں "لا عدوی" کا مطلب یہ نہیں کہ بیماری سرے سے منتقل نہیں ہوتی، بلکہ یہ عقیدہ باطل ہے کہ بیماری بذاتِ خود (بلا ارادۂ الٰہی) اثر کرتی ہے۔ یعنی بیماری کا اثر اللہ کے اذن سے ہوتا ہے، خود بخود نہیں۔ سیاق کے مطابق یہ عقیدہ توحید کی وضاحت ہے، نہ کہ طبّی اصول کی نفی۔

"كل بدعة ضلالة" (ہر بدعت گمراہی ہے): اصل متن ہے۔ "وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعة ضلالة"

ترجے کا مسئلہ: بظاہر ترجمہ "ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے" کیا جاتا ہے۔ جس سے کج فہم ہر نئی ایجاد پر بدعت کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔

درست مفہوم: عربی میں "بدعة" سے مراد دین میں نئی ایجاد ہے۔ نا کہ دنیاوی ایجادات جیسے گھڑی، گاڑی، قلم، مائیک وغیرہ۔ اور بدعتِ مذمومہ مراد ہے۔

جدید علمی و سماجی چیلنجز: جدید دور میں علمی، سائنسی اور سماجی تبدیلیوں نے اسلامی علوم، خصوصاً فہمِ حدیث کے میدان میں نئے فکری مباحث کو جنم دیا ہے۔ جدید سائنس، مغربی فلسفہ، نسوانیت (Feminism) اور انسانی حقوق کے تصورات نے احادیثِ نبویہ کی تعبیر و تفہیم میں چیلنجز پیدا کیے ہیں۔ بعض احادیث کو غیر سائنسی، غیر منطقی یا انسانی اقدار کے منافی قرار دیا گیا، حالانکہ ان کا اصل مفہوم سیاق و سباق اور عربی محاورے کی روشنی میں واضح ہوتا ہے۔ مثلاً حدیثِ مکھی میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه كلَّه، ثم لينزعه، فإن في أحد جناحيه داءً وفي الآخر شفاءً." 6 بعض جدید ذہنوں نے اسے غیر سائنسی قرار دیا، مگر حیاتیاتی تحقیق سے ثابت ہوا کہ مکھی کے ایک پر میں نقصان دہ بیکٹیریا اور دوسرے میں ان کے خلاف جراثیم کش اجزاء پائے جاتے ہیں، جو اینٹی بیکٹیریل اثر رکھتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث کا مقصد طبّی حقیقت کو سادہ انداز میں بیان کرنا ہے۔ اسی طرح سورج کے غروب ہونے کے بارے میں حدیث ہے: "الشمس تجري حتى تستقر تحت العرش ". بعض معترضین نے اسے فلکیاتی اصولوں کے خلاف سمجھا، حالانکہ محدثین مثلاً امام نووی اور ابن حجر عسقلانی نے واضح کیا کہ یہ حدیث ظاہری مشاہدے کے بیان پر مبنی

OPEN ACCESS

ہے، نہ کہ سائنسی حقیقت پر اس کا مقصد کائنات کے الٰہی نظامِ اطاعت کو ظاہر کرنا ہے۔ نسوانی حقوق سے متعلق بعض احادیث کو بھی غلط تناظر میں پیش کیا گیا، مثلاً: لو كنتُ آمرًا أحدًا أن يسجدَ لأحد لأمرتُ المرأةَ أن تسجدَ لزوجها۔ یہ حدیث بسا اوقات عورت کی تذلیل کے طور پر بیان کی جاتی ہے، مگر محدثین کے نزدیک یہاں تشبیہ مبالغہ مقصود ہے۔ سجدہ دراصل اطاعتِ کامل کی علامت ہے، نہ کہ حقیقی عبادت۔ قرآن میں عورت اور مرد کی برابری اور باہمی تکریم کے اصول واضح طور پر موجود ہیں (النساء: 1؛ الاحزاب: 35)۔ اسی طرح فطرت سے متعلق حدیث "الفطرة خمس: الختان، والاستحداد، وقص الشارب، وتقليم الأظفار، ونتف الإبط". بعض مغربی حلقوں نے اسے جسمانی آزادی کے خلاف سمجھا، حالانکہ جدید طبی تحقیق نے واضح کیا کہ ختنہ صحت کے لیے مفید اور بیماریوں سے تحفظ کا باعث ہے۔ غلامی سے متعلق احادیث کو بھی جدید انسانی حقوق کے تناظر میں چیلنج کیا گیا، مثلاً: "من أعتق رقبةً مؤمنةً أعتق الله بكلِّ عضوٍ منه عضوًا منه من النار". اسلامی شریعت نے غلامی کو فوری ختم کرنے کے بجائے تدریجی اصلاح کے راستے اختیار کیے — مثلاً ہر نیکی کے بدلے غلام آزاد کرنے کی ترغیب اور کفارے میں آزادی کی شرط۔

ان تمام مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ فہمِ حدیث کے حوالے سے جدید علمی و سماجی چیلنجز کا حل صرف اس وقت ممکن ہے جب احادیث کو مقاصدِ شریعت، تاریخی تناظر اور لسانی اصولوں کے ساتھ سمجھا جائے۔ محض جدید سائنسی یا سماجی معیار کو صداقت کا پیمانہ بنانا دینی متون کی غلط تعبیر کے مترادف ہے۔

متونِ حدیث کا جزوی مطالعہ: فہمِ حدیث کے اہم مسائل میں سے ایک یہ ہے کہ بعض اوقات احادیثِ نبویہ کو ان کے مکمل متن، سیاق و سباق، یا مجموعی سنت کے پس منظر کے بغیر پڑھا اور سمجھا جاتا ہے۔ اس جزوی مطالعہ کے باعث مفہوم میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور حدیث کے اصل مقصد مسخ ہو جاتے ہیں۔ بعض افراد یا گروہ اپنے مخصوص نظریات کے حق میں صرف وہی احادیث پیش کرتے ہیں جو ان کے مؤقف کو تقویت دیں، جبکہ دیگر احادیث کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس طرح حدیث کے پورے ذخیرے کو یکطرفہ انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہ طرزِ عمل فہمِ حدیث کے لیے نہ صرف نقصان دہ ہے بلکہ دین کے حقیقی توازن اور اعتدال کو بھی مجروح کرتا ہے۔ مثلاً صحیح بخاری کی روایت میں آتا ہے 7 لا تكتبوا عني، ومن كتب عني غير القرآن فليمحه۔" بعض معترضین نے اس حدیث سے یہ نتیجہ نکالا کہ نبی ﷺ نے حدیث لکھنے سے منع فرمایا۔ حالانکہ دیگر احادیث میں نبی ﷺ نے خود بعض صحابہ کو احادیث لکھنے کی اجازت دی، جیسے اكتبوا لأبي شاه۔" ان دونوں نصوص کو ساتھ رکھ کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی ممانعت قرآن کے ساتھ خلطِ مبحث کے خدشے کے پیشِ نظر تھی، جب کہ بعد میں حدیث کی تدوین کی اجازت دی گئی۔ محدثین نے دونوں احادیث کو تطبیق کے اصول کے تحت جمع کیا۔

اسی طرح بعض لوگ اس حدیث کو غلط مفہوم دیتے ہیں: "من بدل دينه فاقتلوه."8

یعنی "جو اپنا دین بدل دے، اسے قتل کرو۔" اس روایت کو بعض جدید مفکرین نے مذہبی آزادی کے منافی قرار دیا، مگر محدثین اور فقہاء کے نزدیک اس کا اطلاق صرف اس شخص پر ہے جو ارتداد کے ساتھ سیاسی بغاوت کرے۔ امام نووی، ابن تیمیہ اور امام شافعی کے نزدیک یہاں مقصود سیاسی و اجتماعی غداری ہے، نہ کہ صرف مذہب کی تبدیلی۔ "9: اسی طرح ایک اور مثال ہے۔ "10" لا يُسافرنَّ رجلٌ بامرأةٍ إلا ومعها ذو محرمٍ.

بعض لوگ اسے عورت کی آزادی کی نفی کے طور پر لیتے ہیں، حالانکہ محدثین کے نزدیک یہ حفاظت کے اصول کے تحت نازل ہوا، نہ کہ عورت پر پابندی کے طور پر۔ امام نووی کے مطابق اگر سفر میں امن اور سہولت ہو تو شریعت اس ممانعت کو رعایتاً دیکھتی ہے۔ 11

یہ تمام مثالیں اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ متونِ حدیث کا جزوی مطالعہ نہ صرف علمی غلطی ہے بلکہ بعض اوقات مذہبی فتنوں اور فکری ابہام کا سبب بن جاتا ہے۔ فہمِ حدیث کے لیے لازم ہے کہ محدثین کے وضع کردہ اصول اسباب الورود، سیاق و سباق، جمع و تطبیق، اور مقصدِ شریعت کو مدنظر رکھا جائے

تنقیدی سوچ کی کمی: فہمِ حدیث کے مسائل میں ایک اور پہلو یہ ہے کہ موجودہ تعلیمی نظام میں طلبہ کو تنقیدی سوچ اور تجزیاتی صلاحیتیں نہیں دی جاتیں۔ اس کے نتیجے میں وہ حدیث کو جامد انداز میں سمجھتے ہیں اور نئے حالات میں اس کی تطبیق کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔

میڈیا اور جدید بیانیے کا اثر: میڈیا پر اکثر ایسے پروگرام نشر ہوتے ہیں جن میں احادیث کو غلط طریقے سے بیان یا پیش کیا جاتا ہے۔ یہ بیانیے بعض اوقات عوام کو گمراہ کرتے ہیں اور حدیث کے اصل فہم سے دور کر دیتے ہیں۔ نوجوان نسل جب ان بیانیوں کو بغیر تحقیق کے قبول کر لیتی ہے تو ان کے ذہنوں میں دین کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔ فہمِ حدیث کے یہ مسائل اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ صرف حدیث کو محفوظ کر لینا کافی نہیں بلکہ اس کی درست تفہیم بھی ضروری ہے۔ موجودہ دور کے تقاضے یہی ہیں کہ علماء، محققین اور اساتذہ طلبہ اور عوام کو ایسا فہمِ حدیث فراہم کریں جو دین کی اصل روح کے مطابق ہو اور ساتھ ساتھ عصری تقاضوں سے بھی ہم آہنگ ہو۔

تحقیقی و تنقیدی جائزہ: علماء اور محققین کی کاوشیں

اسلامی تاریخ میں جب بھی احادیث کی صحت اور فہم کے مسائل سامنے آئے، علماء اور محققین نے ان کا بھرپور جواب دیا۔ انہوں نے نہ صرف جدید اعتراضات کو علمی انداز میں رد کیا بلکہ ایسے طریقہ کار بھی اختیار کیے جو دورِ حاضر کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ اس حصے میں ان کا اجمالی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

کلاسیکی محدثین کی کاوشیں: ابتدائی صدیوں میں امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور دیگر محدثین نے احادیث کو جمع اور مرتب کرنے میں غیر معمولی محنت کی۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے صحتِ حدیث کو پرکھنے کے لیے سخت اصول وضع کیے۔ جرح و تعدیل، سند کی تحقیق اور متن کی باریک بینی سے جانچ وہ علمی میراث ہے جو آج بھی ہمارے پاس موجود ہے۔

برصغیر کے علماء کی خدمات: برصغیر میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے علمِ حدیث کی ترویج میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ انہوں نے صحاحِ ستہ کے تراجم اور شروح لکھیں اور عامۃ الناس کے لیے حدیث کو قابلِ فہم بنایا۔ اسی طرح مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور شبیر احمد عثمانیؒ جیسے علماء نے جدید مسائل کے تناظر میں احادیث کی تشریح کی۔

OPEN ACCESS

جدید دور کے محققین: موجودہ صدی میں بہت سے محققین نے احادیث کے بارے میں مستشرقین کے اعتراضات کا علمی جواب دیا۔ ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمیؒ نے اپنی مشہور کتاب Studies in Early Hadith Literature کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ احادیث کا جمع اور تدوین بہت ابتدائی دور میں شروع ہو چکا تھا اور مستشرقین کے دعوے بے بنیاد ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر حمید اللہؒ نے بھی حدیثی علوم کے حوالے سے اہم تحقیقی کام کیا۔

ڈیجیٹل ذرائع اور تحقیق: عصرِ حاضر میں ایک بڑی پیش رفت یہ ہوئی ہے کہ احادیث کے مستند ذخیرے کو ڈیجیٹل شکل میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ آج مختلف آن لائن پلیٹ فارمز جیسے مکتبہ شاملہ، sunnah.com، al-maktaba al-shamela وغیرہ پر لاکھوں احادیث تحقیق کے ساتھ موجود ہیں۔ اس سہولت نے جدید محققین اور طلبہ کے لیے حدیثی علوم کو سمجھنا اور تحقیق کرنا آسان بنا دیا ہے۔

تنقیدی و اصلاحی رویے: بعض علماء نے اس بات پر زور دیا کہ جدید دور میں حدیث کی تفہیم کے لیے صرف قدیم شروح کافی نہیں بلکہ نئے تناظر کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر یوسف القرضاوی اور جاوید احمد غامدی جیسے معاصر مفکرین نے بعض احادیث کی تعبیر نو کی کوشش کی ہے تاکہ انہیں عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔

مشکلات اور چیلنجز: اگرچہ یہ تمام کاوشیں قابلِ تحسین ہیں، لیکن اس کے باوجود بعض مسائل ابھی بھی باقی ہیں۔ عوامی سطح پر غیر مستند مواد کی روک تھام، مستشرقین کے اعتراضات کا مؤثر جواب اور نوجوان نسل کو صحیح فہمِ حدیث دینا ابھی بھی ایک بڑا چیلنج ہے۔

علماء اور محققین کی کاوشیں ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ ہر دور میں حدیثی علوم کو نئے سرے سے پیش کرنے اور ان کے مسائل کا حل نکالنے کی ضرورت رہتی ہے۔ ماضی کی علمی میراث آج بھی ہمارے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ جدید وسائل اور ذرائع کو بروئے کار لانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

ممکنہ حل اور تجاویز

جدید دور میں احادیث کی صحت اور فہم کے مسائل کے حل کے لیے صرف نظریاتی گفتگو کافی نہیں بلکہ عملی اقدامات اور مؤثر تجاویز بھی ضروری ہیں۔ ذیل میں کچھ اہم حل اور تجاویز پیش کیے جا رہے ہیں:

مستند علمی اداروں کا کردار: جامعات اور مدارس کو چاہیے کہ وہ احادیث کی صحت پر تحقیق کے خصوصی مراکز قائم کریں۔ جدید علوم کے ماہرین کو بھی ساتھ شامل کیا جائے تاکہ معاصر علمی زبان اور تناظر میں احادیث کی وضاحت ہو سکے۔ اسی طرح تحقیق کا معیار ایسا بنایا جائے جو بین الاقوامی علمی معیار سے ہم آہنگ ہو۔

نصاب میں اصلاحات: دینی مدارس کے نصاب میں علمِ حدیث کی تنقیدی اور تحقیقی جہت کو مزید مضبوط کیا جائے۔ یونیورسٹیوں کے اسلامیات کے شعبہ جات میں ڈیجیٹل ذرائع، سافٹ ویئرز، اور جدید ریسرچ میتھڈز کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق حدیثی علوم سے وابستہ ہوں۔

مستشرقین کے اعتراضات کا جواب: مستشرقین اور جدید نقادوں کی تحریروں کا باریک بینی سے مطالعہ کیا جائے اور علمی و تحقیقی اسلوب میں ان کا جواب دیا جائے۔ صرف ردّ کرنا کافی نہیں بلکہ مثبت انداز میں قرآن و سنت کی تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کرنا زیادہ مؤثر ہوگا۔

جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال: یوٹیوب، سوشل میڈیا، اور ویب سائٹس کے ذریعے صحیح احادیث کے پیغام کو عام فہم انداز میں پیش کیا جائے۔ غیر مستند روایات اور جھوٹی احادیث کو پھیلنے سے روکنے کے لیے فتنہ زدہ مواد کی نشاندہی اور تصحیح کے پروجیکٹس شروع کیے جائیں۔

نوجوان نسل کی تربیت: نوجوان نسل کو چاہیے کہ وہ صرف ایک ہی ذریعہ پر اکتفا نہ کرے بلکہ مستند کتب اور اسکالرز سے رہنمائی حاصل کرے۔ یونیورسٹی سطح پر "فہم حدیث ورکشاپس" اور تحقیق سیمینارز کا اہتمام کیا جائے تاکہ طلبہ میں علمی ذوق اور تحقیقی صلاحیت پیدا ہو۔

بین الاقوامی تعاون: مختلف مسلم ممالک میں موجود حدیثی تحقیقاتی مراکز کے درمیان بین الاقوامی اشتراک قائم کیا جائے۔ احادیث کے ذخائر کو ایک جامع عالمی ڈیٹا بیس کی شکل میں مرتب کیا جائے تاکہ دنیا بھر کے محققین کو ایک ہی پلیٹ فارم پر مستند مواد میسر ہو۔

عوامی سطح پر اصلاح: عوام کو یہ شعور دیا جائے کہ ہر سنی ہوئی بات کو آگے پھیلانا درست نہیں، بلکہ اس کی صحت کی تحقیق ضروری ہے۔ مساجد اور تعلیمی اداروں میں اس حوالے سے خطبات اور تربیتی نشستیں منعقد کی جائیں۔

مذکورہ بالا تجاویز پر عمل درآمد کرنے سے نہ صرف احادیث کی صحت کے مسائل کو کم کیا جا سکتا ہے بلکہ فہمِ حدیث میں بھی ایک نیا باب کھولا جا سکتا ہے۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قدیم علمی میراث اور جدید علمی ذرائع دونوں کو یکجا کر کے ایک جامع اور متوازن نظام تشکیل دیں۔

نتائج و سفارشات

اس تحقیقی مطالعہ سے چند بنیادی نتائج سامنے آتے ہیں:

احادیث کی صحت کا مسئلہ ہمیشہ سے امتِ مسلمہ کے لیے اہم رہا ہے اور محدثین نے اس سلسلے میں عظیم علمی کارنامے سرانجام دیے۔ جدید دور میں نئے چیلنجز سامنے آئے ہیں جن میں ڈیجیٹل دور کی غیر مستند معلومات، مستشرقین کے اعتراضات، اور نوجوان نسل کی کمزور مطالعہ عادتیں نمایاں ہیں۔ احادیث کے فہم میں اختلافِ رائے ایک فطری عمل ہے، لیکن اس اختلاف کو اعتدال اور علمی دیانت

کے ساتھ سمجھنا ضروری ہے۔ عوامی سطح پر بہت سی جھوٹی اور موضوع روایات گردش کر رہی ہیں جو سوشل میڈیا کے ذریعے مزید پھیل رہی ہیں۔ صحیح اور ضعیف حدیث کے فرق کو سمجھنے کے لیے معاصر تعلیمی و تحقیقی اداروں میں مزید محنت اور جدید وسائل کی ضرورت ہے۔

مندرجہ ذیل سفارشات ان مسائل کے حل کے لیے نہایت اہم ہیں:

تحقیقی مراکز کا قیام: اسلامی جامعات اور مدارس میں ایسے تحقیقی مراکز قائم کیے جائیں جو حدیثی ذخائر کو ڈیجیٹل شکل میں محفوظ کریں اور غیر مستند روایات کی نشاندہی کریں۔

نصاب میں بہتری: مدارس اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں علمِ حدیث اور اصولِ حدیث کے جدید مباحث شامل کیے جائیں تاکہ طلبہ عصری ذہنی سوالات کا جواب دے سکیں۔

عالمی ڈیٹابیس: ایک ایسا عالمی ڈیٹابیس بنایا جائے جس میں تمام مستند احادیث کو آسان سرچ کے ساتھ پیش کیا جائے۔

عوامی تربیت: عام مسلمانوں میں یہ شعور پیدا کیا جائے کہ ہر روایت کو فوراً قبول یا مسترد نہ کریں بلکہ تحقیق کریں۔ اس مقصد کے لیے خطباتِ جمعہ، سوشل میڈیا، اور عوامی لیکچرز سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

مستشرقین کے اعتراضات کا جواب: مستشرقین اور جدید نقادوں کے اعتراضات کو صرف رد کرنے کے بجائے علمی انداز میں تحقیقی مکالمہ کیا جائے تاکہ دنیا کے سامنے حدیث کی اصل حیثیت واضح ہو۔

نوجوان نسل کے لیے ورکشاپس: یونیورسٹیوں اور کالجوں میں "فہمِ حدیث" ورکشاپس اور سیمینارز کا اہتمام کیا جائے تاکہ نوجوان نسل صحیح علم تک رسائی حاصل کر سکے۔

---

[1]- Nasa'i, *Sunan al-Nasa'i*, Hadith no. 463; Muhammad Ibn Yazid Ibn Majah, *Sunan Ibn Majah*, Hadith no1079

[2]- Muslim Ibn al-Hajjaj, *Sahih Muslim*, Kitab al-Iman, Hadith no .1851

[3] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Haiz, Hadith no.304

[4]- Muslim Ibn al-Hajjaj, *Sahih Muslim*, Kitab al-Iman, Hadith no. 55

[5]--Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Tibb, Hadith no. 5776: Muslim Ibn al-Hajjaj, *Sahih Muslim,Kitab ul Salam,* Hadith no. 2220 .

6 -Muhammad Ibn Isma'il al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab Bad' al-Khalq, Hadith no. 3320.

[7] . Muhammad Ibn Isma'il al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-'Ilm, Hadith no. 113.

[8] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Istitaabah, Hadith no. 3017.

[9] Ibn Taymiyyah, *Al-Sarim al-Maslul 'ala Shatim al-Rasul* (Cairo: Dar al-Hadith, 1997), -

[10] *Ikmal al-Mu'lim bi Fawa'id Muslim* (Beirut: Dar al-Wafa', 1998), 7:66 -

[11] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Nikah, Hadith no. 5233.

CC BY